انفاق فی سبیل اللہ

پیام دوست

14

پیام دوست
Payam e Dost

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُنیا اور اَسبابِ دُنیا کی محبت کے سبب سے اللہ تعالیٰ سے جو غفلت پیدا ہوتی ہے اُس کا سب سے زیادہ موثر اور کارگر علاج اللہ کی راہ میں اَپنا مال خرچ کرنا ہے۔ یہ مال زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی (اللہ کا) حق ہے"۔ (ترمذی)

اِنسان کو چاہیے کہ اَپنی اور اَپنے کنبے کی حال اور مستقبل کی ناگزیر ضروریات کے سوا ہر کام سے اَپنا مال بچا کر اُس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی کوشش کرے۔

اِنسان کا دِل اگر مال کی محبت، بخیلی اور کنجوسی کی بیماری سے پاک ہو جائے تو اُس کے لیے تمام نیکیوں کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

"تو جس نے اللہ کی راہ میں مال دِیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا اور نیک بات کو سچ جانا۔ اُس کو ہم آسان راستے کی توفیق دیں گے اور جس نے بخل کیا اور (خدا سے) بے نیازی برتی اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا اُس کو ہم تنگی کی راہ پر ڈالیں گے اور جب وہ دوزخ کے گڑھے میں گرے گا تو اُس کا مال اُس کے کچھ کام نہ آئے گا"۔ (اللیل ۹۲: ۵-۱۱)

اِنفاق کی برکات اور تقاضے

❶ توشۂ آخرت: مال جمع کرنے کی خواہش عموماً مستقبل کے اندیشوں کو پیشِ نظر رکھ کر ہوتی ہے لیکن انسان مستقبل کو اِسی زندگی تک محدود سمجھتا ہے، اصل مستقبل یعنی آخرت کو نہیں دیکھتا۔ حالانکہ اُس کے مال کا اصل فائدہ صرف تبھی اُس کو حاصل ہو سکتا ہے جب وہ اس کو دُنیا کے بنکوں میں جمع کرانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے بنک میں جمع کرائے تاکہ وہ اس کی اُخروی اور نہ ختم ہونے والی زِندگی میں کام آئے۔ آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر اِرشاد فرمایا:

① "تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اُس کا رَبّ اِس طرح کلام فرمائے گا کہ اُس کے اور اُس کے رَبّ کے دَرمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر وہ اَپنے دائیں بائیں دیکھے گا تو اُسے صرف اَپنے وہ اَعمال ہی نظر آئیں گے جو اُس نے پہلے سے آگے بھیجے ہوئے ہوں گے اور وہ اَپنے آگے دیکھے گا تو اُسے اَپنے چہرے کے سامنے صرف دوزخ ہی نظر آئے گی۔ پس (اے لوگو!) دوزخ سے بچو چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے (کو خیرات کرنے) کے عوض ہی کیوں نہ ہو"۔ (بخاری)

② "رَبِّ کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارے میں ہیں۔ وہ لوگ جو بڑے دولت مند اور سرمایہ دار ہیں لیکن اُن میں وہی لوگ خسارے سے محفوظ ہیں جو اَپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں اَپنے مال کشادہ دِلی اور فراخ دَستی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں لیکن ایسے بندے بہت کم ہیں"۔ (بخاری)

③ "آدمی کہتا ہے میرا مال، میرا مال، حالانکہ تیرے مال میں تیرا حصہ اِس کے سوا کیا ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پُرانا کر دیا یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔ اِس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ تیرے ہاتھ سے جانے والا ہے اور تو اسے دوسروں کے لئے چھوڑ جائے گا"۔ (مسلم)

④ "خیرات کرنا خدا کے غضب کو بجھاتا اور بُری موت کو دُور کرتا ہے"۔ (ترمذی)

⑤ "جو مسلمان کسی مسلمان کو ننگے پن کی حالت میں کپڑا پہنائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز لباس پہنائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی شرابِ جنت پلائے گا جس پر مہر لگی ہوگی"۔ (ترمذی)

⑥ "جس کسی نے پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر بھی خیرات کی، اللہ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں قبول فرماتا ہے اور اللہ تو پاک (چیز) ہی قبول کرتا ہے۔ پھر وہ اُس (خیرات) کو خیرات کرنے والے کے لئے پالتا رہتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (خیرات) پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے"۔ (بخاری)

⑦ "(راہِ خدا میں خوب) خرچ کیا کرو اور گن گن کر نہ دو (اور اگر ایسا کیا) تو اللہ بھی

تجھے گن گن کر دے گا اور (مال) محفوظ کر کے نہ رکھو (اور اگر ایسا کیا) تو اللہ بھی تجھ پر محفوظ کر رکھے گا۔ (خدا کی راہ میں) عطا کرو جتنا بھی تجھ سے ہو سکے"۔ (بخاری)

⑧ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ہاں ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا گیا۔ آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو پوچھا بکری میں سے کیا باقی رہا؟ جواب ملا ایک شانے کے سوا کچھ باقی نہیں بچا۔ فرمایا ایک شانے کے سوا ساری بکری بچ گئی۔ (ترمذی)

آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ جو کچھ راہِ خدا میں خرچ ہوا وہ درحقیقت بچ گیا ہے۔ جو کچھ ہمارے پاس رہتا ہے کیا عجب کہ اس نے کبھی بھی ہمارے کام نہ آنا ہو اور ہم بے کار میں اسے سینت سینت کر رکھنے میں اپنی قوت اور وقت دونوں ضائع کرتے رہیں۔

2 مال میں باعثِ برکت: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اُس سے سات بالیں نکلیں۔ اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اِس طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے بڑھاتا ہے اور وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے"۔ (البقرۃ ۲:۲۶۱)

اِنفاق کرنے والے کیلئے مال سے فائدہ اٹھانے والے تمام لوگ بلکہ فرشتے بھی دعا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے اُترتے ہیں ایک دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! تو اپنی راہ میں مال خرچ کرنے والے کو اُس کا بدل عطا فرما۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ تو مال روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر"۔ (بخاری)

برکت کے معنی یہ نہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی تجوریاں بھر جاتی ہیں اور وہ انتہائی دولت مند اور صاحبِ جائیداد ہو جاتا ہے۔ بلکہ برکت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اَپنے مال کا حقیقی فائدہ اور نفع جس مقدار میں حاصل کرتا ہے وہ دُوسرے حاصل نہیں کر پاتے۔ جو سکونِ قلب، اللہ پر اعتماد، قلبی مسرت اور دل و روح کی بادشاہی اِس آدمی کو حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو کبھی خواب میں بھی وہ چیز نظر نہیں آتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"ایک آدمی میدان میں جا رہا تھا۔ اَچانک اُس نے بادلوں میں سے کسی کو یہ کہتے سنا: 'اے بادل! فلاں شخص کے باغ کو جا کر سیراب کرو'۔ اُس کے فوراً بعد بادل ایک طرف کو ہو گئے اور ایک پتھریلی زمین پر مینہ برسانے لگے۔ اِس بارش کے باعث زمین کے ایک خطے پر نالہ بہہ نکلا۔ وہ شخص پانی کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ حتیٰ کہ اُس نے ایک باغ میں ایک شخص کھڑا پایا جو بیلچے کی مدد سے پانی کا رخ تبدیل کرنے میں مصروف تھا۔ اِس آدمی نے اُسے کہا: 'اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟' اُس نے اپنا نام بتایا۔ یہ وہی نام تھا جو اُس نے بادلوں میں سے سنا تھا۔ اُس آدمی نے کہا: 'اے اللہ کے بندے! تم نے میرا نام کیوں پوچھا؟' اِس (مسافر) نے جواب دیا کہ میں نے تمہارا نام اُن بادلوں سے آتی ہوئی آواز میں سنا تھا جن سے یہ مینہ برسا تھا۔ اور جن میں بادلوں کو مخاطب کر کے تمہارے باغ کو سیراب کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ مجھے بتاؤ کہ تم کون سا ایسا کام کرتے ہو جس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم پر ایسی مہربانی فرمائی؟ اُس نے جواب دیا اِس باغ سے جو کچھ مجھے حاصل ہوتا ہے میں اِس کے تین حصے کرتا ہوں۔ ایک حصہ راہِ خدا میں خرچ کر دیتا ہوں۔ ایک حصہ میں اور میرے بچے کھاتے ہیں۔ جب کہ ایک حصہ میں باغ میں لگا دیتا ہوں"۔ (مسلم)

3 حصولِ حکمت کا ذریعہ:

اِنفاق دِین کے دوسرے تمام عقائد و اَعمال کے لئے غذا اور پانی کی طرح ہے۔ اِس سے آدمی کی نیکیاں جڑ پکڑتی اور اِس کے عقائد مستحکم و پائیدار ہوتے ہیں۔ اِسی چیز کو قرآن مجید میں حکمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اِس حکمت کے خزانے کی چابی دَر حقیقت اِنفاق ہی ہے۔ سورۃ البقرۃ میں اِنفاق کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا ہے:

"اُن لوگوں کی مثال جو اَپنے مال خرچ کرتے ہیں اللہ کی رضا جوئی اور اَپنے دِل کو جمانے کے لئے"۔ (البقرۃ ۲:۲۶۵)

اور "شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فراخ دست اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے حکمت ملی بے شک اُس کو بڑی نعمت ملی"۔ (البقرۃ ۲:۲۶۸-۲۶۹)

پہلی آیت میں 'دل جمانے کے لئے' یعنی وہ اپنا مال اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ اُن کے لیے اللہ کے احکام کی تعمیل اور اُس کی راہ میں ہر قربانی آسان ہو جائے۔ اِس مقصد سے خرچ کرنے والوں کو اللہ اَپنی مغفرت اور اَپنے فضل سے نوازتا ہے اور ساتھ ہی اُن کو حکمت کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ عطا فرماتا ہے، جس کے سامنے دنیا کا کوئی خزانہ بھی کوئی وُقعت نہیں رکھتا۔

4 نصرتِ دین کے لیے: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

"(اے پیغمبر ﷺ! کہو) مسلمانو! کیا میں تم کو بتاؤں (ایسی) تجارت جو تمہیں (آخرت کے) دَردناک عذاب سے بچائے؟ (وہ یہ ہے کہ) ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی رَاہ میں اَپنے مالوں اور اَپنی جانوں سے...... اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ کے مددگار بنو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہے اللہ کی طرف میرا مددگار؟ حواریوں نے جواب دیا تھا کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار"۔ (الصف ۶۱:۱۰-۱۴)

چونکہ دِین کو عملاً ہر وقت اپنے فروغ اور اپنی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس لیے دین کا عملی مطالبہ یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنی صلاحیتوں کا بڑا حصہ اِستطاعت کے مطابق دین ہی کے لیے استعمال کرے۔ جنہیں اللہ نے مال سے نوازا ہے انہیں چاہیے کہ وہ اپنا مال دین کو پھیلانے میں لگائیں۔ علم پھیلانا ایسا صدقہ جاریہ ہے، جس کے اجر و ثواب کا اَندازہ لگانا ناممکن ہے۔ کیونکہ انسان جب کسی ایک شخص کو مفید علم پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے تو وہ اَندازہ نہیں لگا سکتا کہ اس ایک شخص کے ذریعے آگے کتنے اور لوگ اس نافع علم کو حاصل کر کے اس کیلئے اجر و ثواب کا باعث بنیں گے۔ قرآن باترجمہ، اچھی دینی کتب، کیسٹ کو پھیلانے اور اپنے اردگرد کے ماحول میں جو بھی دینی خدمت کا موقع میسر آ رہا ہو اسے اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہوئے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

5 موقع کو غنیمت جاننا:

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو آگے نہیں ٹالنا چاہیے۔ انسانی زِندگی اِتنی بے ثبات اور کمزور سی شے ہے کہ کیا معلوم جس دِن کی صبح ہم دیکھ رہے ہیں اس کی شام دیکھنا نصیب ہوگی یا نہیں۔ اِس لیے جب بھی جتنی گنجائش ہو، تھوڑا یا زیادہ، راہِ خدا میں دے کر اپنی آخرت کی دُرستی کی فکر کرتے رہنا چاہیے۔ ایک صحابیہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا

"اے اللہ کے رسول ﷺ! مسکین میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی جو میں اُسے دوں۔ آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ اگر اُسے دینے کے لئے کچھ نہ پائے سوائے ایک جلے ہوئے کھر کے، تو وہی اس کے ہاتھ پر رَکھ دے"۔ (ابوداؤد)

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور جو رزق ہم نے تمھیں دیا ہے اُس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرو قبل اِس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور اُس وقت وہ کہے کہ اے میرے رَبّ! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا؟ حالانکہ جب کسی کی مہلتِ عمل پوری ہونے کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ اُس کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے"۔ (المنافقون ۶۳:۱۰-۱۱)

آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کس صدقے کا اَجر و ثواب سب سے زیادہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تو صدقہ کرے اِس عالم میں کہ تو صحیح و تندرست ہو، مال کی کمی کے باعث اِسے بچا کر رَکھنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو اور اُسے کسی کام میں لگا کر زیادہ کما لینے کی امید رَکھتا ہو۔ اُس وقت کا انتظار نہ کر کہ جان نکلنے لگے تو تو کہے کہ یہ فلاں کو دیا جائے اور یہ فلاں کو۔ اُس وقت یہ مال فلاں کو جانا ہی ہے"۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"زندگی میں اِنسان کا ایک دِرہم خیرات کرنا اِس سے بہتر ہے کہ مرتے وقت سَو دِرہم خیرات کرے"۔ (ابوداؤد)

6 اِنفاق میں اعتدال: راہِ خدا میں مال ایسے اِعتدال سے دیا جائے کہ انسان خود محتاج نہ ہونے پائے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

"نہ تو اَپنا ہاتھ گردن سے باندھ رَکھو اور نہ اُسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زَدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ"۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۲۹)

یعنی نہ کنجوسی اور نہ بہت زیادہ خرچ کرو۔ حضرت کعبؓ نے اَپنا تمام مال راہِ خدا میں خیرات کرنا چاہا مگر آپ ﷺ نے فرمایا:

"کچھ اپنے پاس رکھو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے"۔ (بخاری)

انفاق کی آفات اور اُن کا علاج

اگر مندرجہ ذیل باتوں کا خیال نہ رکھا جائے تو پھر انفاق کی ساری برکت برباد ہو کر کوئی ایک فائدہ بھی حاصل نہیں ہو پاتا۔

1 سر سے اُتارنے کی خواہش: بہت سے لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ میں کوئی فالتو چیز ہی دیں۔ اِس طرح کا اِنفاق نہ صرف یہ کہ کوئی خیر و برکت نہیں پیدا کرتا بلکہ وہ سرے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت ہی نہیں پاتا۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خدا یا اُس کا کوئی کام ہمارا یا ہمارے مال کا محتاج نہیں۔ یہ صرف اللہ کی طرف سے ہمارا اِمتحان ہے کہ ہم اُسی کا بخشا ہوا مال اُسی کو دیتے ہوئے کیا رَویہ اختیار کرتے ہیں۔ یہ ربِّ کریم کا کتنا بڑا احسان ہے کہ جو مال اُس نے خود اَپنے بندوں کو عنایت فرمایا ہے وہی مال جب اُن سے اَپنی راہ میں خرچ کرنے کو کہتا ہے تو اُس کو اَپنے ذِمہ قرض ٹھہراتا ہے پھر رَبِّ کریم یہ قرض اِس لئے مانگتا ہے کہ وہ بندوں کے دیئے ہوئے مال کو خوب بڑھا چڑھا کر ایک لازوال خزانے کی شکل میں اُنہی کو واپس کردے۔

لہٰذا یہ قرضِ حسن ہونا چاہیے یعنی دِل کی تنگی کے ساتھ نہ دِیا جائے۔ بلکہ پوری فراخ دِلی اور حوصلے کے ساتھ دیا جائے۔ دِکھلاوے و نمائش کے لئے نہیں بلکہ صرف خدا کی خوشنودی کے لئے دِیا جائے۔ کسی دُنیاوی لالچ کے حصول کی غرض سامنے رکھ کر نہ دیا جائے بلکہ صرف آخرت کے اَجر کی خاطر دِیا جائے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ حقیر، کم وُقعت اور ناجائز ذرائع سے حاصل کئے ہوئے مال سے نہ دِیا جائے۔ بلکہ محبوب، عزیز اور پاکیزہ کمائی میں سے دیا جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"کوئی بندہ حرام مال کمائے پھر اس میں سے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اُس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا"۔ (مشکوٰۃ)

سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث بیان ہوئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص نے مسجد نبوی ﷺ میں کھجوروں کا ایک خوشہ یا زیادہ خوشے بطور خیرات لٹکا دیئے تا کہ محتاج کھائیں۔ یہ کھجوریں کچھ اَچھی نہ تھیں۔ اِس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ خیرات کرنے والا شخص چاہتا تو اِس سے بہتر خیرات کر دیتا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ خیرات کرنے والا قیامت کے دِن خراب کھجوریں ہی کھائے گا۔ اِس کے بعد جو کچھ صحابہؓ کے پاس ہوتا تھا اِس میں سے بہترین چیز چن کر لاتے تھے۔

2 اِحسان جتانا اور بدلہ چاہنا: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اَپنی خیرات کو اِحسان جتا کر اور (سائل) کو دُکھ دے کر اس شخص کی طرح برباد نہ کرو جو اَپنا مال لوگوں کے دِکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روزِ آخرت پر یقین نہیں رکھتا"۔ (البقرۃ ۲:۲۶۴)

آدمی کو چاہیے کہ اِنفاق کرتے وقت یہ بات ذِہن میں بٹھانے کو کوشش کرے کہ یہ اللہ کا اس کے اوپر بہت بڑا اِحسان ہے کہ اُس نے اِس کو نہ صرف یہ کہ دینے کے قابل بنایا بلکہ دینے کی توفیق بھی بخشی۔ دیتے وقت آدمی کا ذِہن جو ہونا چاہیے اِس کی بہترین تعبیر قرآن کے ان الفاظ سے ہو رہی ہے:

"ہم تمہیں صرف اللہ کی رَضا کے لئے کھلاتے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں، نہ شکریہ، ہمیں تو اَپنے رَبّ سے اُس دِن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا اِنتہائی طویل دِن ہوگا"۔ (الدھر ۷۶:۹-۱۰)

نیز اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قرابت دار کو اُس کا حق دے اور محتاج اور مسافر کو"۔ (الروم ۳۰:۳۸)

یعنی مالدار کے مال میں دوسروں کے بھی حقوق ہوتے ہیں اُنہیں دینا کوئی اِحسان نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں اَپنے اِنفاق کا وہ صلہ چاہتا ہے جو اُس کو باغ باغ کر دے تو اُس کو قرآنِ مجید کی یہ آیات ہمیشہ پیشِ نظر رکھنی چاہئیں:

"اور اُس (یعنی دوزخ) سے دُور رَکھا جائے گا، وہ نہایت پرہیزگار جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اَپنا مال دیتا ہے، اُس پر کسی کا اِحسان نہیں کہ اُس کا بدلہ چکاتا ہو، وہ صرف اَپنے پروردگارِ عالی شان کی رضا جوئی کے لئے یہ کام کرتا ہے اور وہ جلد نہال ہو جائے گا"۔ (اللیل ۹۲:۱۷-۲۱)

3 انفاق میں ترتیب کا خیال: اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے اِنفاق کے لئے ایک ترتیب بتائی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

"(اے پیغمبر ﷺ!) اِن سے کہہ دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اَپنے والدین پر، رشتہ داروں پر، یتیموں اور مسکینوں پر اور مسافروں پر (خرچ کرو)"۔ (البقرۃ ۲:۲۱۵)

معاشرے میں بہت سے خوشحال لوگوں کے عزیز نہایت پریشانی اور غربت کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں لیکن اُن کے خوشحال عزیز اِنفاق کے قابل اور عادی ہونے کے باوجود اُن کو نظر انداز کر کے دوسروں کی مدد کرتے ہیں اور اُس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ اُن کو اَپنے عزیزوں سے کچھ وَاقعی یا غیر وَاقعی شکایات ہوتی ہیں۔ اُنہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہم اَپنے اِنفاق کا مستحق صرف انہی کو سمجھتے ہیں جن سے ہم رَاضی اور خوش ہیں تو یہ اِنفاق بے غرض انفاق تو نہ ہوا، یہ وہی غرض مندانہ کاروباری اِنفاق ہوا جس کو اللہ اور اُس کے رَسول ﷺ نے بے برکت قرار دِیا ہے۔ جو شخص اِنفاق کی برکتوں سے محروم نہیں ہونا چاہتا اُس کو چاہیے کہ وہ اس ترتیب کو ٹوٹنے نہ دے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے اِنفاق کے حقداروں کی بتائی ہے۔

رِشتہ دَار کا حق باہر کے یتیم مسکین سے زیادہ ہے۔ اَب اگر ایک شخص اَپنے رشتہ دار کی بجائے باہر یتیم خانوں کو لاکھوں بھی دے تو وہ بے برکت ہوگا کیونکہ پہلا حق رشتہ دار کا تھا۔ لہٰذا ترتیب کا خیال رکھنا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کسی اَجنبی مسکین کو اللہ کے لئے کچھ دینا صرف صدقہ ہے اور اَپنے کسی عزیز (ضرورت مند) کو اللہ کے لیے کچھ دینے میں دو پہلو اور دو طرح کا ثواب ہے: ایک یہ کہ وہ صدقہ ہے اور دوسرا یہ کہ وہ صلہ رحمی ہے (جو خود بہت بڑی نیکی ہے)"۔ (ترمذی)

آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ سب سے اَفضل صدقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

"جو ایک بے مایہ اَپنی محنت کی کمائی سے اَپنے کسی ایسے عزیز پر خرچ کرے جو اُس کے خلاف اَپنے دِل میں عداوت رکھتا ہو"۔

4 رِیا اور نمائش: اِنفاق فی سبیل اللہ کی اَصل رُوح اِخلاص ہے۔ اور یہ اس اِنفاق میں پایا جاتا ہے جو دَر پردہ ہو۔ اِعلانیہ کا بھی ایک پہلو باعث خیر و برکت ہے وہ یہ کہ اِس سے دوسروں کو انفاق کی ترغیب ہوتی ہے۔ لیکن عموماً علانیہ انفاق میں ریا اور نمائش کی خواہش آدھمکتی ہے جو شخص اَپنے انفاق کو ریا کی گندگی سے پاک دیکھنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ جتنا اِعلانیہ خرچ کرے اُس سے زِیادہ پوشیدہ طور پر خرچ کرے جس کی اُس کے رَبّ اور اُس شخص کے سوا کسی کو بھی خبر نہ ہو جس کے لیے اُس نے خرچ کیا ہے۔

5 بخل کرنا: اَگر نفس یا شیطان اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکے تو اپنے آپ کو بار بار اللہ تعالیٰ کا یہ اِرشاد یاد کروائیں:

"جن لوگوں کو اللہ نے اَپنے فضل (وکرم) سے دِیا ہے اور وہ (اللہ کی رَاہ میں) اِس (کے خرچ کرنے) میں بُخل کرتے ہیں۔ وہ اِس (بُخل کو اَپنے حق میں

بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ اُن کے حق میں بدتر ہے۔ وہ جس (مال) کا بُخل کرتے ہیں یقیناً وہ قیامت کے دِن اُن کے گلے میں (عذاب کا) طوق بنا کر پہنادِیا جائے گا۔ اور (یادرکھو) آسمان وزمین کا وارث (آخرکار) اللہ ہی ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے"۔ (آلِ عمران ۳:۱۸۰)

6 **سائلوں سے سلوک:** آدمی جس سائل اور محتاج کو بھی دیکھے اِس سے یہ سبق سیکھنے کی کوشش کرے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُس کو بھی اِس سائل کی حیثیت میں پیدا کر سکتا تھا اور اگر چاہے تو اَب بھی اُس کی صف میں اُس کو کھڑا کر سکتا ہے۔ سائلوں سے سلوک کے ضمن میں قرآن مجید کی یہ ہدایت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے:

"سائل کو جھڑکو مت"۔ (الضحیٰ ۹۳:۱۰)

اگر آدمی کچھ دے سکے تو دے دے اور اگر نہ دے سکے یا اُن کو غیر مستحق، پیشہ وَر گداگر سمجھے تو ہمدردی کے چند کلمات کے ساتھ ان کو رخصت کرنے کی کوشش کرے۔

سوال کی ممانعت

اِنفاق فی سبیل اللہ پر اِتنا زور دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے سوال اور گداگری کو سخت ناپسند کیا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی رسّی لے اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر لائے اور اُسے بیچے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اُس کی عزت کو محفوظ رکھے، تو یہ اُس کے لیے اِس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگے (پھر) وہ اُسے دیں یا نہ دیں"۔ (بخاری)

اور "ایک آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ (سوال کرتے رہنے کے باعث) اُس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا نہ ہوگا"۔ (بخاری)

اِن اَحادیث کی رَوشنی میں یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ حاجت مند جن کو صدقہ وخیرات دِی جارہی ہے، کمانے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو پھر اُنہیں اِس طرح مالی اِمداد دِی جائے کہ وہ کمانے کے قابل ہو جائیں۔ مثلاً کسی کو مدد دے کر کوئی چھوٹی موٹی تجارت شروع کرادی جائے یا کسی کو تعلیم حاصل کرنے میں مدد دی جائے جس سے وہ آگے چل کر اپنا اور اَپنے متعلقین کا بوجھ اٹھا سکے یا کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے وہ محتاج جو کمانے کی طاقت رکھتا ہو اَپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔ اِس طرح وہ تمام عمر جو کمائے گا اور جتنے لوگوں کی کفالت کرے گا سب کا اَجر اِن شاء اللہ اِس مدد کرنے والے کو بھی ملے گا۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کوئی دُودھ دینے والا جانور (راہِ خدا) میں دیا، اُس کے لئے ایک خیرات کا ثواب صبح ہوگا اور ایک خیرات کا ثواب رَات کو۔ (صبح کا ثواب) صبح کے دُودھ پیئے جانے کے وقت اَور (شام کا ثواب) شام کا دُودھ پیئے جانے کے وقت"۔ (مسلم)

تاہم معاشرے میں بے شمار لوگ ایسے ہوں گے جو کمانے کا کام نہیں کر سکیں گے۔ مثلاً چھوٹے بچوں والی بیوہ عورتیں، یتیم بچے، جسمانی معذور، دائم المرض اِنسان وغیرہ وغیرہ۔ ایسے لوگوں کی بہر حال اِمداد کرنا ہوگی، اور اِتنی ہمدردی، محبت اور خوش دِلی سے اِمداد کرنا ہوگی کہ اُنہیں اَپنی محرومیوں کا اِحساس نہ ہونے پائے۔

جذبۂ اِنفاق رَکھنے والے

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"اگر یہ اُحد میرے لئے سونے کا بن جائے تو میں پسند نہیں کرتا کہ تیسری رات آنے تک اُس میں سے ایک دینار میرے پاس رہ جائے، سوائے اُس دینار کے جسے میں قرض اَدا کرنے کے لئے رکھ چھوڑوں"۔ (مسلم)

صحابہ کرامؓ کے حالاتِ زِندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ بعض بزرگ سخت تنگ دَستی سے دوچار رہتے تھے تاہم جو کچھ تھوڑا بہت ملتا تھا اُس میں سے صدقہ وخیرات کرنا ضروری سمجھتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اُن دَس اَصحابؓ میں سے ہیں جنہیں حضور ﷺ نے اِس

دُنیا میں جنت کی بشارت سے نوازا تھا۔ اُن کا تجارتی مال سینکڑوں اُونٹوں پر لَد کر باہر جاتا تھا اور اِسی طرح باہر سے آتا تھا۔ اُنہوں نے دو بار چالیس چالیس ہزار دِینار راہِ خدا میں وقف کیے۔ جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ حاضر کیے۔ سورۃ البراۃ کے نزول کے موقع پر چار ہزار دِرہم پیش کیے۔ آپؓ نے اَپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں بیچی اور یہ ساری رقم فقراء، اہل حاجت اور اُمہات المومنینؓ میں تقسیم کر دی۔ ایک مرتبہ پورا قافلۂ تجارت (صرف سامان ہی نہیں بلکہ اُونٹ اور پالان تک) راہِ خدا میں وقف کر دیا۔ تیس ہزار غلام اور لونڈیاں خرید کر آزاد کیں۔ راہِ خدا میں دِل کھول کر خرچ کرنے کے باوجود اِنہیں ہر وقت یہ فکر دَامن گیر رہتی تھی کہ یہ مال و دولت آخرت میں کہیں نقصان کا باعث نہ ہو۔ ایک بار اُنہوں نے اُمّ المومنین حضرت اُم سلمہؓ کی خدمت میں عرض کی: 'مجھے اَندیشہ ہے کہ کثرتِ مال کہیں (آخرت میں) مجھے تباہ و برباد نہ کردے' اُنہوں نے جواب دِیا: 'بیٹا اَپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہا کرو'۔

حضرت عبداللہؓ بن عمر کا معمول تھا کہ جو چیز پسند ہوتی اُسے خدا کی رَاہ میں دے دیتے۔ ایک بار سفرِ حج میں اونٹنی کی چال پسند آئی تو اُس سے اُتر کر اَپنے غلام سے کہا کہ اِسے قربانی کے جانوروں میں دَاخل کرلو۔

کھجور کے باغات کے لحاظ سے مدینہ کے اَنصار میں سب سے زیادہ دولت مند حضرت ابو طلحہؓ تھے۔ اور اُنہیں اَپنے باغات اور جائیدادوں میں سب سے زیادہ محبوب باغ بیرحاء تھا۔ جب قرآن میں یہ آیت اُتری:

"(لوگو) تم نیکی (کے درجے) کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک (خدا کی رَاہ میں) اُن چیزوں میں سے نہ خرچ کرو گے جو تم کو عزیز ہیں اور جو چیز بھی تم خرچ کرو گے اللہ اُس سے واقف ہے"۔ (آلِ عمران ۳:۹۲)

تو ابو طلحہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر یہ آیت اتری ہے۔ اور مجھے اپنے مالوں میں سب سے زیادہ محبوب باغ بیرحاء ہے تو اَب میں اِس کو اللہ کی رَاہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اللہ ہی کے ہاں اَجر و صلہ چاہتا ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ! اَب آپ اِس کو جس مصرف میں چاہیں لے آئیں بعد میں حضورؐ کی ہدایت کے مطابق اُنہوں نے یہ باغ اَپنے رِشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ اِس باغ کی قیمت کا اَندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اِس باغ کا چوتھائی حصہ چند سال بعد ایک لاکھ دِرہم میں فروخت ہوا"۔ (بخاری)

آخری بات

وَاضح رَہے کہ جسم وجان کا رِشتہ قائم رکھنے کے لیے تو بہت کم چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ جو ہم اَپنی غذا، لباس اور رہائش پر ڈھیروں ڈھیر خرچ کرتے ہیں یہ واقعی اور حقیقی ضروریات کے باعث نہیں ہوتا بلکہ اکثر و بیشتر صرف لذت حاصل کرنے، جسم کو آرام پہنچانے اور معاشرے میں وَقار حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ جن دانا اور سعید روحوں نے لذت، آرام اور وقار کا صحیح مفہوم سمجھا تھا، اُنہوں نے اَپنے مال کے لیے ایسے صحیح اور معتدلانہ مصارف چن لیے تھے جن کے باعث وہ اُس لذت، اُس آرام اور اُس وقار کے مستحق ہو گئے جو موت کے ساتھ ختم نہیں ہوتا بلکہ موت کے بعد اَبدی زِندگی میں بھی ساتھ رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ اَچھا قرض، تا کہ اللہ اُسے کئی گنا بڑھا کر اُس (دینے والے) کو واپس کرے اور اُس کے لیے عزت والا اَجر ہے، اُس دِن جبکہ تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور اُن کے آگے آگے اور اُن کے دَائیں جانب دوڑ رہا ہوگا (اُن سے کہا جائے گا کہ) آج خوشخبری ہے تمہارے لیے، جنتیں ہوں گی جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رَہیں گے یہی ہے بڑی کامیابی!"۔ (الحدید ۵۷:۱۱-۱۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

www.ircpk.com